السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مقتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کا خلافِ ترتیب قرآن پڑھنا تقدیم تاخیر سے درست ہے یا نہیں؟ اور فرض نماز میں کبھی ایک مرتبہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثنائے سورتوں متفرق رکوعات پڑھنا ثابت ہے۔ یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر آج کل پوری سورتیں نہ پڑھنا اور صرف درمیان سورت سے یا اول آخر سور سے پڑھنا بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام کا موجودہ ترتیبِ قرآنی کے خلاف تقدیم وتاخیر سے پڑھنا یا اثنائے سورتوں سے متفرق رکوعات کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ (ملاحظہ ہو بخاری جلد اول ص ۱۰۶، ۱۰۷ باب الجمع بین السورتین فی رکعة والقراَة بالخواتیم وبسورة قبل سورة وباول سورة۔ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے۔ کہ دو سورتیں ایک رکعت میں، یا سورتوں کی آخعیر کی ایتیں، یا موجودہ ترتیب کے خلاف سورتوں کا پڑھنا، یا سورتوں کی پہلی آیتوں کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اب ذیل کے دلائل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جائز ہے ملاحظہ ہو۔ حضرت انسؓ کی حدیث عن انس کان رجل من الانصار کان یؤمھم فی مسجد قبائ۔ اہلحدیث ترجمہ انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری مسجد قباء میں امامت کراتا۔ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلے قل ہو اللہ احد پڑھتا۔ بعدہ کوئی سورۃ ملاتا۔ اس پر اس کی قوم ناراض ہوکر اسے کہنے لگی۔ تم قل ہو اللہ احد پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ ایک سورت ملاتے ہو یہ ٹھیک نہیں، یا تو صرف قل ھو اللہ احد پڑھا کرو یا قل ہو اللہ احد پڑھنا چھوڑ دو، کوئی دوسری سورت پڑھا کرو، امام نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے تمہاری مرضی ہو تو امامت کراؤں، ورنہ چھوڑ دوں۔ قوم مجبور تھی، کیونکہ ان میں افضل یہیں تھا۔ جب اس قوم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگوں نے اپنے امام کی حالت بیان کی، آپؐ نے فرمایا تو اپنے مقتدیوں کی بات کیوں نہیں سنتا۔ اور تو نے ہر رکعت میں اس صورت کو اپنے اوپر کیوں لازم کرلیا ہے۔ جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں اس صورت کو دوست رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا تیری یہ دوستی تجھ کو جنت میں داخل کرے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث۔ حدثنا اٰدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا عمر بن مرة قال سمعت ابا وائل قال جاء رجل الی ابن مسعود فقال قرأت المفصل اللیلة فی رکعة فقال ھذا کھذا الشعر عرفت النظائر التی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرن ینھن فذکر عشرین سورة من المفصل سورتین فی کل رکعة: حدیث بیان کی آدم نے شعبہ سے اس نے عمر بن مرہ کہا عمر بن مرہ نے، سنا میں نے ابو وائل سے وہ کہتے تھے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس آکر کہنے لگا۔ کہ میں نے آج کی رات ایک رکعت میں مفصل سورتیں پڑھی ہیں اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ پڑھنا تیرا جلدی جلدی مثل شعر گوئی کے ہوگا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفصل کی دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور میں ان صورتوں کو جانتا ہوں۔

سورتوں کی تعیین ابو داؤد جلد اول ص ۲۰۴ مجتبائی میں مذکور ہے ملاحظہ ہو عن علقمة والاسود قالا اتی ابن مسعود رجل فقال انی اقراء المفصل فی رکعة فقال اھذا کھذا الشعیر و نثر کنثر الاقل لکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یقرأ النظائر السورتین فی رکعة والنجم والرحمن فی رکعة واقتربت والحاقة فی رکعة والطور والذاریات فی رکعت واذا وقعت ونون فی رکعة وسأل سائل والنازعات فی رکعة وویل للمطففین وعبس فی رکعة والمدثر والمزمل فی رکعة وھل اتی ولا اقسم بیوم فی رکعة وعم یتسألون والمرسلات فی رکعة والدخان واذا الشمس کورت فی رکعة قال ابو داوٗد ھذا فی تالیف ابن مسعود رحمہ اللہ یعنی علقمہ اور اسود فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا کہ میں ایک رکعت میں مفصل پڑھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ مثل شعر گوئی کے ہے اور مثل گرنے روی سوکھی کھجوروں کے ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سورتیں مقدار میں برابر کی ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ سورۃ نجم و رحمن ایک رکعت میں، سورۃ اقتربت والحاقہ ایک رکعت میں، طور وذاریات ایک رکعت میں، واقعہ ونون ایک رکعت میں سأل سائل اور نازعات ایک رکعت میں، مطففین وعبس ایک رکعت میں مدثر ومزمل ایک رکعت میں وہل اتی ولا اقسم ایک میں وعم ومرسلات ایک میں اور دخان اور اذا الشمس ایک میں کہا ابو داؤد نے یہ عبد اللہ بن مسعود کے مصحف کی بناء پر ہے۔'' اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ دو سوروتں کا، جمع کرنا ایک رکعت میں۔ دوسرا یہ کہ موجودہ ترتیب قرآنی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ثابت ہوا۔ کیوں کہ ابن مسعودؓ نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اسی طرح اپنی مصحف میں جمع کردیا۔ نمبر ۲ کی دلیل یعنی نماز میں سورتوں کے اخیر پڑھنے کا ثبوت : وقال قتادة فیمن یرأبسورة واحدة فی رکعتین اویردد سورة واحدة فی رکعتین کل کتاب اللہ وعزوجل : یعنی قتادہ نے کہا کہ جو شخص ایک سورۃ کو دو رکعتوں میں پڑھے یا ایک ہی سورۃ دو رکعتوں میں جائز ہے کیونکہ ہر ایک سورۃ میں کتاب اللہ ہی کا پڑھنا ہے۔

وجہ استدلال یوں ہے کہ جب ایک سورت کو دو رکعتوں میں یعنی آدھا آدھا کرکے پڑھے گا لامحالہ اخیر کی رکعت میں سورے کا آخیر ہوگا۔ جب ایک رکعت میں ایک سورۃ کا آخیر جائز ہوگا تو دونوں رکعتوں میں دو سورتوں کی آخیر کی آیتیں یعنی قراَة بالخواتیم کی عدم جواز کی کوئی وجہ نذہیں، کیوں کہ اس صورت میں بھی کتاب ہی کا پڑھنا ہوتا ہے جو عین مقصود شارع ہے یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا۔

نیز مسلم جلد اول صفحہ ۲۷۱ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آخیر بقرہ کی دو آیتیں رات کو پڑھے گا۔ اس کو رات کی عبادت کے لیے کافی ہیں۔

یہ حدیث عام ہے نماز، غیر نماز دونوں کو شامل ہے۔ نمبر ۳ کی دلیل یعنی موجود ترتیب کے خلاف تقدیم وتاخیر کرنا سورتوں کا نماز میں جائز ہے۔ قرأ الاحنف بالکھف فی الاولی وفی الثانیة بیوسف اویونس وذکرانہ صلی مع عمر الصبح بھما۔ یعنی احنف بن قیس نے پہلی رکعت میں سورے کہف اور دوسری میں یوسف یا یونس (شک راوی) پڑھی اور ذکر کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی حضرت عمرؓ نے بھی اسی طرح یعنی پہلی رکعت میں کہف اور دوسری میں یوسف یا یونس پڑھی۔

لہذا موجودہ ترتیب کے خلاف پڑھنا جائز ہوگیا۔ اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس وقت حضرت عثمان کی ترتیب نہ تھی اس لیے جائز تھی اب جائز نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ عدم جواز کی دلیل نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ اگر قرآن وحدیث میں ترتیب عثمانی کے وجوب کی دلیل من جانب اللہ ہو، تو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلاف نہ کرتے۔ جیسا کہ مصحف ابن مسعودؓ میں ہے۔ نہ اجماع سے عدم جواز ثابت ہوسکتا ہے کیوں کہ ترتیب عثمانی پر اجماع نہیں ہے اگر ہوتا تو عبد اللہ بن مسعود کا مصحف نہ ہوتا حالاں کہ اب تک ان کا مصحف ہے۔ علاوہ اس کے تقدیم تاخیر کی وجہ سے کتاب اللہ سے خارج نہیں ہوسکتا، جب کتاب اللہ ہے تو جائز ہے اور یہی مقصود شارع ہے یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا۔

نمبر۴کی دلیل : یعنی رکعتوں میں سورتوں کی پہلی آیتوں کا پڑھنا۔ عن عبداللہ بن السائب قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون فی الصبح حتیٰ اذا جاء ذکر موسیٰ وھارون او ذکر عیسیٰ اخذتہ سعلۃ فرکع و قرأ عمر فی الرکعۃ الاولیٰ بمائۃ و عشرین من البقرۃ وفی الثانیۃ بسورۃ من المثانی و قرأ ابن مسعود باربعین اٰیۃ من الانفال وفی الثانیۃ بسورۃ من المفصل۔ یعنی عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۃ مومنوں پڑھی جب آپ آیت ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ہارون یا آیت وجعلنا ابن مریم وامہ پر پہنچے تو آپ کو کھانسی ہوگئی پس رکوع کیا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے پہلی رکعت میں انفال اور دوسری میں مفصل کی ایک صورت پڑھی۔

ان دونوں حدیثوں سے نمتاز میں اوائل سورتوں کا پڑھنا ثابت ہوگیا۔ وجہ استدلال یوں ہے کہ جب پہلی رکعت میں اوائل سورتوں کا پڑھنا ثابت ہوگیا تو دوسری میں اختیار رہے بقیہ کو پڑھے یا کسی اور سورت کا پہلا حصہ پڑھے یا اخیر کا حصہ پڑھے، بہر صورت مقصود کتاب اللہ کا پڑھنا ہے۔ جو مقصود شارع ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 2 ص 99-102

محدث فتویٰ